سوال

میں مسلمان ہوں اور ایک اسلامی ملک کی مسلمان خاتون سے شادی کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ بیوی اوبچے کفریہ ملک میں رہائش اختیار کریں، میں خود امریکہ میں کام کرتا ہوں جہاں میری پیدائش ہوئی ہے، اور تقریبا مجھے تین برس تک یہیں کام کرنا ہے تاکہ میں مستقبل کی کوئی پلاننگ کرسکوں، اس کے بعد ہی میں کسی اسلامی ملک میں تعلیم حاصل کرسکتا ہوں، اور اس اسلامی ملک میں رہ سکتا ہوں جہاں کی میری بیوی ہے، ان شاء اللہ میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کو واپس جاکر اپنے اسلامی ملک میں رہنے پر مجبور کرتا ہوں اور خود یہاں امریکہ میں رہوں (اور یہاں ویزٹ پر مجھے ملنے کےلیے آنے سے منع کروں) اور جتنی دیر میں یہاں رہتا ہوں بچوں کی تربیت اسلامی ملک میں ہی ہو، میں ہر سال صرف دوماہ کےلیے انہیں ملنے جایا کروں توکیا ایسا کرنا حرام تو نہیں؟ اور کیا میرے لیے واجب ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دوں حالانکہ یہ ملک کفریہ اور بہت ہی برائی اور فحاشی سے اٹا ہوا ہے؟ اور کیا بیوی کو میرا فیصلہ قبول کرنا واجب ہے؟ آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس موضوع کے متعلق کتاب وسنت سے دلائل بھی دیں ہوسکتا ہے اس سے ہمیں اس موضوع کو سمجھنے میں اور آسانی ہوجائے

جواب

الحمد للہ

اول :

کفریہ ممالک میں رہائش اختیار کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے، کیونکہ وہاں رہنے کے تیجہ میں مسلمان کے دین اور اس کے عقیدہ پر غلط اثر پڑتا ہے، اور اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے مابین رہائش اختیار کرنے سے بچنے کا کہا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میں ہر اس مسلمان شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش اختیار کرتا ہے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2645) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے

لیکن کچھ ایسے حالات ہیں جن میں مسلمان شخص کےلیے کفریہ ممالک میں رہائش اختیار کرنا جائز ہوگا، لیکن اس میں بھی کچھ شروط وقیود پائی جاتی ہیں : کہ مسلمان شخص کے دین اور عقیدہ پر کوئی اثر نہ پڑے، اس کی مزید تفصیل دیکھنے کےلیے آپ سوال نمبر (13363) اور (27211) کے جوابات کا مطالعہ کریں

دوم :

آپ کو چاہیے کہ اپنے بیوی بچوں کو اپنے پاس رکھ کر ان کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کرنے، اور اپنے آپ کو ان کی بنا پر فتنہ وفساد سے محفوظ رکھنے کی مصلحت اور ان کا اس کفریہ ممالک میں رہنے کے تیجہ میں جو خرابی پائی جاتی ہے کہ ان کے دین اور اخلاق میں بگاڑ پیدا ہونا ممکن ہے اس میں مقارنہ ضرور کریں

اور یہ بھی مدنظر رکھیں کہ آپ کا اس پرفتن معاشرے میں اکیلا رہنا کیسا ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے گھر والوں سے بھی مشورہ ضرور کریں اور پھر کسی فیصلہ تک پہنچے، اور پھر آپ دونوں اللہ کے تقوی و پرہیزگاری کی رغبت رکھتے ہوئے وہ اختیار کریں جو اللہ کو راضی کرنے کا باعث بنے

اس طرح اگر آپ کو یہ راجح معلوم ہو کہ انہیں اس ملک سے دور رکھنا ہی افضل و بہتر ہے تو انہیں ان کے اسلامی ملک بھیج دیں تو اس میں آپ پر کوئی حرج نہیں ہوگا، اور آپ کی بیوی کو آپ کا فیصلہ مانتے ہوئے آپ کی اطاعت کرنا ہوگی

کیونکہ معصیت و نافرمانی کے علاوہ ہر کام میں بیوی کو خاوند کی اطاعت کرنی لازم ہے اس کے کتاب و سنت میں بہت سارے دلائل پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں دیے جاتے ہیں :

مسند احمد اور مستدرک حاکم میں مروی ہے کہ حصین بن محصن بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کام کےلیے آئی جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا :

"کیا تم شادی شدہ ہو؟

تو انہوں نے عرض کیا :: جی ہاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تم اپنے خاوند کےلیے کیسی ہو؟

تو انہوں نے عرض کیا : میں اس کے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کرتی، الا یہ کہ میں عاجز ہوجاؤں

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تم یہ خیال رکھو کہ تم اس کے ہاں کیسی ہو؟

کیونکہ وہ تمہارا خاوند تمہاری جنت اور جہنم ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (18233) علامہ البانی رحمہ اللہ صحیح الترغیب والترھیب حدیث نمبر (1933) میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے

آلوہ : کا معنی یہ ہے کہ میں اس کے حق میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتی

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" عورت کےلیے جائز نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5195).

علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر تعلیقا کہتے ہیں :

" جب عورت پر قضائے شہوت میں اپنے خاوند کی اطاعت واجب ہے تو پھر اس سے بھی اہم اشیاء میں اس کی اطاعت بالاولی واجب ہوگی، جس میں اولاد کی تعلیم و تربیت اور گھر کی اصلاح وغیرہ دوسرے واجب کردہ حقوق شامل ہیں " انتہی

دیکھیں : آداب الزفاف (282).

مزید آپ سوال نمبر (43123) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

دوم :

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب فتنہ وفساد سے امن والی جگہ ہو تو خاوند کا اپنی بیوی سے دور جانے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بیوی اسے چھ ماہ سے زائد عرصہ دور رہنے کی اجازت دے تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر بیوی اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور اسے آنے کا کہے تو پھر خاوند کے لیے چھ ماہ سے زائد غائب رہنے کا حق نہیں ہے

لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلا بیمار ہو یا کوئی اور عذر تو پھر ضرورت کو خاص احکام حاصل ہیں، بہر حال اس میں حق بیوی کا ہے، جب وہ اجازت دے دے اور وہ امن و امان والے علاقے میں ہو تو خاوند پر کوئی گناہ نہیں، چاہے زیادہ عرصہ بھی غائب رہے " انتہی

ماخوذ از : فتاوی العلماء فی عشرۃ النساء (106).

والله اعلم

اسلام سوال وجواب

70222